سوال

(573)وراثت کے حصہ دار

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

میرے والد محترم پاکستان بننے سے پہلے فوت ہوئے تھے میرے والد کی وفات کے وقت ملکی قانون اور شریعت کے قانون دونوں کے مطابق وراثت تقسیم کی جاسکتی تھی لیکن میری والدہ محترمہ نے تمام جائیداد میرے چھوٹے بھائی کے نام لگوادی جبکہ میں اور میری بڑی بہن اور میرا بھائی تینوں اس وقت نابالغ تھے اب اس واقعہ کوپچاس سال سے اوپر گزر چکے ہیں اس عرصہ میں میں نے اور میری بڑی بہن نےاپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور نہ ہی میں نے اور میری بہن نے اپنا حصہ معاف کیا ہے اور نہ ہی ہبہ کیا ہے کیا اتنا عرصہ گزرجانے کے بعداورجائیداداپنے بھائی کے نام ہوجانے کے بعد ہم اپنے بھائی سےاپنے حصے کا مطالبہ کرسکتے ہیں یا نہیں اورکیاجن لوگوں نے شریعت کے قانون کے ہوتے ہوئے ملکی قانون کے مطابق جائیداد میرے بھائی کے نام لگوادی تھی وہ گناہگار ہیں اگر وہ گناہگار ہیں تو اب ان کے فوت ہوجانے کے بعد ان کے اس گناہ کا بوجھ ان سے اتارنے کا کوئی طریقہ ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئولہ میں آپ اورآپ کی بڑی بہن دونوںاپنے بھائی سے اپنا حصہ طلب کرسکتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

يُو صِيكُمُ للَّهُ فِيٓ أَو لَٰدِكُم لِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ ٱلأُنثَيَينِ --النساء 11

’’حکم کرتا ہے تم کواللہ تمہاری اولاد کے حق میں کہ ایک مرد کا حصہ ہے برابر دو عورتوں کے ‘‘ الآیۃپھر آپ نے اورآپ کی بہن نے اپنا حصہاپنے بھائی کونہ ہبہ کیا ہے اورنہ ہی معاف کیا ہے اسلیے آپ کا اورآپ کی بہن کااپنے حصہ کا مطالبہ درست ہے اورکتاب وسنت کے مطابق ہے اورآپ کے بھائی کا فرض ہے کہ وہ آپ کواورآپ کی بہن کو دونوں کا حصہ واپس کردے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

لِلرِّجَالِ نَصِيب مِّمَّا تَرَكَ ٱلوَٰلِدَانِ وَٱلأَقرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيب مِّمَّا تَرَكَ ٱلوَٰلِدَانِ وَٱلأَقرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنهُ أَو كَثُرَ نَصِيبا مَّفرُوضا --النساء 7

’’مردوں کا بھی حصہ ہے اس میں جوچھوڑمریں ماں باپ اورقرابت والے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے اس میں جوچھوڑمریں ماں باپ اورقرابت والے تھوڑاہو یا زیادہ ہوحصہ مقرر

كیا ہوا ہے'' اس طرح بھائی بھی گناہ سے بچ جائے گا اور والدہ بھی بھائی کے نام لگوانے کے گناہ سے بچ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

فَمَن خَافَ مِن مُّوصٍ جَنَفًا أَو إِثْمًا فَأَصلَحَ بَينَهُم فَلَآ إِثمَ عَلَيهِ --بقرة182

''پھر جو کوئی خوف کرے وصیت کرنے والے سے طرف داری کا یا گناہ کا پھر ان میں باہم صلح کرادے تو اس پر کچھ گناہ نہیں'' تو تقسیم میراث میں تو بطریق اولیٰ اصلاح میں کوئی گناہ نہیں بلکہ گناہ سے بچاؤ ہے۔

ہاں بھائی اور والدہ گناہ سے اس صورت میں بھی بچ سکتے ہیں کہ دونوں بہنیں اپنا حصہ اب کے اپنے بھائی کو ہبہ یا معاف کر دیں وہ بھی اپنی رضا و رغبت سے بلا کسی جبر و اکراہ اور بغیر کسی معاشرتی دباؤ کے تو بھی والدہ اور بھائی گناہ سے بچ جائیں گے۔ ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ

رہی ابن ماجہ کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث :

«إِنَّ رَسُولَ ا ِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ : مَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ ، وَمَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْإِسْلَامِ» مشکوۃ-باب الفرائض-الفصل الثالث

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میراث جاہلیت میں تقسیم کی گئی تو وہ جاہلیت کے طریقہ پر تقسیم ہوگئی اور جس میراث نے اسلام کو پالیا وہ اسلام کے طریقہ پر تقسیم ہوگی'' تو وہ بھائی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی اولاً تو اس لیے کہ اس کی سند میں ابن لہیعہ نامی راوی ضعیف ہے کما فی الترمذی۔ ثانیاً اگر دیگر شواہد کی بنیاد پر حدیث کو حسن لغیرہ تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس لیے کہ صورت مسئولہ میں میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان :

«وَمَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْإِسْلَامِ»

کے مطابق اسلام کے میراث کے اصول پر تقسیم ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان :

«مَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ»

کے مطابق جاہلیت کے قانون پر تقسیم نہیں ہوگی کیونکہ جاہلیت عامہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہی ختم ہو چکی ہے اور جاہلیت خاصہ بھی صورت مسئولہ میں ختم ہے کیونکہ مورث اور وارث سب مسلمان ہیں لہٰذا والدہ کا بہنوں کے حصہ کو بھائی کے نام لگوانا خواہ کسی ملکی قانون کے تحت ہی کیوں نہ ہو سراسر غلط اور گناہ ہے جس کی اصلاح ضروری ہے بہنوں کو واپس دینے کی صورت میں ہو خواہ بہنوں کے ہبہ یا معاف کر دینے کی صورت میں ہو۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

احکام و مسائل

وراثت کے مسائل ج1ص394

محدث فتویٰ